www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

حضرت مولانا محمد صاحب گنگن پوری

قسط نمبر ۴ (آخری)

عورت نکاح میں ولی کی محتاج کیوں ہے؟

عورت کا بغیر ولی کے نکاح نہ ہونے پر صحابہ کرام کا اجماع

دلائل شرعیہ میں اصل قرآن و حدیث ہی ہیں سو وہ مسئلہ مذکورہ کے بارہ میں بیان کر دیے گئے ہیں۔ اب مومنِ متبعِ قرآن و حدیث کیلئے کسی دلیل کا انتظار باقی نہیں رہنا چاہیے تاہم مختصر طور پر صحابہؓ کا ذکر کر دینا بہتر ہو گا۔

بعض صحابہؓ سے نصاً صراحتاً ثابت ہے کہ ولی کے بغیر عورت کا نکاح جائز نہیں اور وہ اس میں بڑے متشدد تھے اور بعض سے اگرچہ صراحتاً مذکور نہیں لیکن ان سے اس کا خلاف بھی ثابت نہیں

کتب احادیث سے امیر المومنین عمر بن الخطابؓ کا اس مسئلہ میں تشدد ملاحظہ فرمائیں:

منتقیٰ للمجد ابن تیمیہؒ میں ہے۔

"وعن عکرمة بن خالد قال: جمعت الطریق رکباً فجعلت امرءة منهن ثیب امرها بید رجل غیر ولی فانکحها فبلغ ذلك عمر فجلد الناکح والمنکح ورد نکاحها (رواه الشافعی والدارقطنی)

امام شافعیؒ نے اپنی مسند اور امام دارقطنیؒ نے اپنی سنن میں عکرمہ بن خالد سے روایت کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رستہ میں کچھ اونٹ سوار مسافر اکٹھے ہو گئے

[1] منتقیٰ ۲/ ۵۰۶

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

جن میں سے ایک بیوہ عورت نے ایک غیر ولی شخص کو اپنے نکاح کا اختیار دے دیا جس پر اس نے اس عورت کا نکاح کر دیا جب یہ بات حضرت عمرؓ کو پہنچی تو انہوں نے نکاح کرنے والے اور کرانے والے دونوں کو دُرّے لگوائے اور اس عورت کا نکاح توڑ دیا ——————!"

اور مؤطا امام مالک ص۲۳۶ میں ہے:۔

"قال عمر بن الخطاب لا تنکح المرءة الا باذن ولیها او ذی الرای من اهلها او السلطان ——————!"

سعیدؒ بن المسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ عورت کا نکاح نہ کیا جائے مگر ولی کے اذن سے یا اس کے کنبے کے عقل مند کے اذن سے یا بادشاہ کے اذن سے (اگر اس کا کوئی ولی نہ ہو)

اور جامع ترمذی ص۱۷۱ میں ہے: ——————

"والعمل فی هذا الباب علی حدیث النبی صلی الله علیه وسلم لا نکاح الا بولی عند اهل العلم من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم منهم عمر بن الخطاب وعلی بن ابی طالب وعبد الله بن عباس وابو هریرة وغیرهم وهکذا روی عن بعض فقهاء التابعین انهم قالوا لا نکاح الا بولی منهم سعید بن المسیب والحسن البصری وشریح وابراهیم النخعی وعمر بن عبد العزیز وغیرهم وبهذا یقول سفیان الثوری والاوزاعی ومالک وعبد الله بن المبارک والشافعی واحمد واسحق!"

یعنی امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ صحابہؓ کرام کا عمل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی حدیث لا نکاح الا بولی پر ہے جن میں عمر بن الخطابؓ، علیؓ ابن ابی طالبؓ، عبد اللہؓ بن عباسؓ ابو ہریرہؓ وغیرہم ہیں اور بعض فقہاء تابعینؒ سے بھی یہی مروی ہے کہ

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

بغیر ولی کے نکاح جائز نہیں۔ ان میں سے سعید بن المسیب، حسن البصری، شریح ابراہیم النخعی، عمر بن عبدالعزیز وغیرہم ہیں اور سفیان ثوری، اوزاعی، مالک، عبداللہ ابن مبارک، شافعی، احمد، اور اسحاق بھی یہی فرماتے ہیں۔

اس عبارت میں امام ترمذیؒ نے صحابہ کے ساتھ بعض کا لفظ استعمال نہیں کیا اور فقہاء کے ساتھ بعض کا لفظ استعمال فرمایا ہے جس سے معلوم ہوا کہ صحابہ اس مسئلہ میں سب متفق ہیں حضرت عائشہؓ اپنی بھانجیوں بھتیجیوں کے نکاح کا سارا معاملہ خود طے کر لیتی تھیں لیکن جب عقد نکاح کا وقت آتا تو کسی مرد کو بلا کر فرماتی تھیں کہ یہ تم کرو کیونکہ میں عورت ہوں اور عورت نکاح میں ولی نہیں ہو سکتی۔

اور جن صحابہ سے صراحتاً یہ مسئلہ مذکور نہیں ان سے بھی اس کا خلاف ثابت نہیں۔

چنانچہ سبل السلام میں ہے:

"وحکی عن ابن المنذر انه لا یعرف عن احد من الصحابة خلاف ذلك وعلیه دلت الاحادیث"

یعنی ابن منذر فرماتے ہیں کہ کسی صحابی سے اس کا خلاف ثابت نہیں گویا صحابہ کا اس پر اجماع ہے۔

نیز کتب حدیث صحاح ستہ میں یہ باب تو جا بجا ملتا ہے کہ ولی کے بغیر نکاح جائز نہیں لیکن غالباً کسی محدث نے یہ باب نہیں باندھا کہ بغیر ولی کے نکاح جائز ہے یہ اس پر دال ہے کہ محدثین کے نزدیک نکاح بغیر ولی کے جائز نہیں۔

میں اس وقت ایسے مقام پر ہوں کہ میرے پاس حوالہ کی کتابیں معدودے چند ہیں اور میں بیمار ہوں۔ ماہنامہ محدث کے شمارہ اکتوبر میں اس مضمون کا ختم کرنا ضروری ہے اس لیے میں فی الحال اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

حاصل یہ کہ مذکورہ دلائل قرآن و حدیث سے واضح ہو گیا کہ ولی کے بغیر کوئی نکاح جائز نہیں،

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

نیز صحابہؓ بھی اس پر متفق ہیں اور کسی سے اس کا خلاف ثابت نہیں اور بعض تابعین سے بھی یہی مروی ہے جیسا کہ جامع ترمذی کی مذکورہ عبارت سے واضح ہے اور ائمہ ثلاثہ مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ ___ کا بھی یہی فتوے ہے۔ باقی رہے بعض علماء حنفیہ وغیرہ تو ان کا قول قرآن وحدیث کے مقابلہ میں کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔

میں نے اپنے مضمون کے شروع میں عورتوں کے ناقص العقل وغیرہ ہونے کے الفاظ لکھے تھے۔ بعض مردوں کے شانہ بشانہ چلنے کا دعوے کرنے والی عورتیں شاید ان الفاظ کو اپنی توہین خیال کریں لیکن ایسے الفاظ قرآن وحدیث میں آئے ہیں۔ اور علماء نے اسرارِ شریعت بیان کرتے ہوئے اسی طرح لکھا ہے۔ چنانچہ میں شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی عبارت کا اردو ترجمہ پیش کرتا ہوں، جو میرے مضمون کی تائید ہے۔ حجۃ اللہ البالغہ مترجم ج ۲ ص ۳۶۹ میں ہے:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا ___

واضح ہو کہ نکاح کے بارہ میں تنہا عورتوں کو مختار بنانا درست نہیں ہے کیوں کہ ان کی عقلیں ناقص ہوتی ہیں اور ان کا فکر بھی کمزور ہوتا ہے۔ پس بسا اوقات ان کو مصلحت معلوم نہیں ہوتی اور اکثر ان کو شرافت کا لحاظ نہیں ہوتا۔ پس بسا اوقات ان کو غیر کفو میں رغبت ہو جاتی ہے اور اس میں ان کی قوم کو عار ہوتی ہے۔ اس واسطے ضروری ہوا کہ اس باب میں اولیاء کو بھی کچھ دخل ہو تاکہ یہ فساد بند ہو اور نیز ضرورتِ جبلیہ کے اعتبار سے لوگوں میں عام طریقہ ہے کہ مردوں کو عورتوں پر اختیار ہوتا ہے اور ہر امر کا بندوبست انہیں کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور ان کے تمام اخراجات مردوں کے ذمہ ہوتے ہیں اور عورتیں ان کی مقید ہوتی ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس سبب سے کہ خدا نے بعض کو بعض سے افضل بنایا ہے اور اس وجہ سے بھی کہ وہ اپنے اموال میں سے خرچ کرتے ہیں"

اور نیز نکاح کے اندر ولی کی شرط لگانے میں مردوں کی عظمت ہے اور عورتوں کا نکاح

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

میں خود مختار ہونا بے حیائی ہے جس کا مدار قلت حیا پر ہے اور اولیاء کی مخالفت اور ان کی بے قدری پر ہے اور نیز یہ بات ضروری ہے کہ بہ سبب شہرت کے نکاح زنا سے ممیز ہو جائے اور شہرت کی عمدہ صورت یہ ہے کہ عورت کے اولیاء نکاح میں موجود ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"شوہر رسیدہ عورت کا نکاح اس کے مشورہ کے بغیر اور باکرہ کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے اور اس کی اجازت اس کا چپ ہو جانا ہے اور ایک روایت میں ہے باکرہ سے اس کا والد اجازت لے"

میں کہتا ہوں صرف اولیاء کو مختار بنانا ہی جائز نہیں ہے کیونکہ عورت اپنا نفع و نقصان جس قدر جانتی ہے وہ نہیں جانتے اور نیز نکاح کا نفع و نقصان خاص اسی کی طرف رجوع کرتا ہے، اور استیمار سے مراد عورت کے حکم کا صراحتاً طلب کرنا ہے اور استیذان سے مراد، اس سے اجازت طلب کرنا اور اس کا منع نہ کرنا ہے اور اس کا ادنیٰ مرتبہ سکوت ہے"[1]

شاہ صاحب نے میرے مضمون کی پوری تائید فرمادی ہے کہ عورت ناقص دکمزور عقل ہے اکثر وہ اپنی مصلحت اور فائدہ کو نہیں سمجھتی لہذا وہ ولی کے بغیر نکاح نہ کرے۔ نیز ولی بھی اس کی اجازت اور پسند بغیر نکاح نہ کرے جیساکہ میں نے اپنے مضمون میں ذکر کر دیا ہے وغیرہ وغیرہ ——

الحاصل

جو نکاح بھی بغیر اجازت یا شرکتِ ولی کے کیا جائے وہ شرعاً نکاح نہیں ہوتا بلکہ وہ زنا کے حکم میں ہے۔ سول میرج کا بھی حکم ہے۔

تنبیہ۔ اگر شریعت کی پوری پابندی کی جاتے تو غلط کاریاں ظہور پذیر نہیں ہوتیں۔ یعنی

---

[1] حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ ص ۳۶۹

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اولیاء اگر پوری اسلامی ہدایات پر عمل کریں تو عورتیں غلط کاری اختیار نہ کریں۔ اولیاء پر فرض ہے کہ لڑکی لڑکا جوان ہوتے ہی ان کی شادی کا انتظام ان کی پسند کے مطابق کر دیں تو ان شاء اللہ اکثر بدکاری تک نوبت نہ پہنچے گی۔ اولیاء اکثر غفلت برتتے ہیں۔ یا کوئی طمع کرتے ہیں یا کسی قسم کی خودغرضی مقصود ہوتی ہے تو نکاح میں دیر کرتے ہیں۔ اس طرح عورتیں تنگ آجاتی ہیں اور بدکاری میں پھنس جاتی ہیں۔ اگرچہ بدکاری کے اور بھی کئی اسباب ہیں لیکن یہ بھی ایک بڑا سبب ہے لہذا اولیاء کو اس کا بہت خیال رکھنا چاہیے ورنہ وہ ولی مرشد (خیرخواہ) نہ رہیں گے اور حدیث میں ولی کا مرشد ہونا آیا ہے لہذا ایسے حالات میں عورت کو اپنا نکاح خود کرنے یا بدکاری کی طرف پڑنے کی بجائے دوسرے اقرب اولیاء کو توجہ دلانی چاہیے۔ اگر کوئی اسے بے باکی پر محمول کرے تو اسے سوچنا چاہیے کہ یہ اس بے حیائی سے بہت کم ہے جو مردوں کے ساتھ بھاگ جانے اور دوسرے غلط راستوں سے اسے اختیار کرنی پڑتی ہے جبکہ مذکورۃ الصدر بے باکی شریعت کی نظر میں جائز بلکہ مستحسن ہے۔

عورت کے اولیاء کی بلحاظ رتبہ تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ باپ یا بیٹا علی الاختلاف ——— ۲۔ بھائی ——— ۳۔ چچا ——— ۴۔ بھتیجا وغیرہ۔

اسی ترتیب سے جس ترتیب سے وہ وارث ہوتے ہیں۔ ذوی الارحام ماموں وغیرہ کے متعلق اسی طرح اختلاف ہے۔ جس طرح وراثت میں ہے۔ آخری ولی برادری کا سربراہ یا حاکم ہوتا ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے:۔

السلطان ولی من لا ولی له — یعنی حاکم اس کا ولی ہے جس کا کوئی ولی نہیں۔

ولی کے بغیر عورت کا نکاح اب کئی مختلف صورتیں اختیار کر گیا ہے مثلاً عدالتی نکاح (سول میرج) وغیرہ ان سب کا حکم ایک ہی ہے۔ اس لیے حیلے بہانے تلاش کرنے کی بجائے خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔

هذا ما عندي والله عنده حسن الصواب

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ